بسم اللہ الرحمن الرحیم

وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون

زندگی ہے تو آخرت کی زندگی ہے۔ کاش کہ لوگ اسکو جانیں۔

دوگھر

تصنیف لطیف

فقیہ اعظم شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر: بزمِ ضیائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فردوس جامع مسجد

غلام حسین پارک شادباغ، لاہور

اشاعت نمبر ۶

جملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب ــــــــــــــــــ دوگھر

مصنف ــــــــــــــــــ مفتی محمد امین مدظلہ العالی

قیمت : دُعا بحق مصنف و اراکین بزمِ ضیائے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

اراکین کے علاوہ شائقین ۴ روپے کے

ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

پتہ

بزمِ ضیائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فردوس جامع مسجد غلام حسین پارک شاد باغ لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ الہ واصحابہ اجمعین امابعد ۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ دوست احباب دُنیا کی پریشانیوں سے پریشان ہو کر بہت زیادہ آزردہ اور رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کو ہم سمجھے ہی نہیں کہ دُنیا کیا چیز ہے اور کس کے لئے بنائی گئی ہے ۔ اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں تو اتنے پریشان نہ ہوں ۔ لہٰذا احباب کی بہتری اور بھلائی کے لئے مندرجہ ذیل چند باتیں سپرد قلم کی جاتی ہیں ۔

اقول وباللہ التوفیق ۔

دو گھر

اللہ تعالےٰ نے دو ہی گھر بنائے ہیں (۱) دنیا (۲) آخرت ۔ دُنیا کو اللہ تعالےٰ نے اپنے دشمنوں ۔ کافروں منافقوں اور مشرکوں کے لئے بنایا ہے اور آخرت (جنت) اپنے دوستوں ایمانداروں کے لئے بنائی ہے ۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو

فرمایا اما ترضی ان تکون لهم الدنیا ولنا الآخرۃ (صحیح بخاری ومسلم)
یعنی اے عمر کیا تو اس پر راضی نہیں کہ کافروں کے لئے تو دُنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے نیز قرآن پاک میں ہے والعاقبۃ للمتقین یعنی آخرت صرف پرہیز گاروں ایمان والوں کے لئے ہے اور کافروں کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا وماله فی الآخرۃ من نصیب" یعنی کافروں کے لئے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔ ہاں دنیا کافر کے لئے عیش کی جگہ اور مومن کے لئے محنت کی جگہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے او کما قال نیز فرمایا ان عباد اللہ لیسوا بمتنعمین (او کما قال) یعنی اللہ کے بندے نازو نعمت والے یعنی عیش کرنیوالے چسکوے نہیں ہوتے مومن نے تو دُنیا میں گذارہ کرنا اور وقت پاس کرنا ہے اور جب یہ تقسیم ہو چکی کہ دُنیا کافروں کے لئے ہے اور آخرت ایمانداروں کے لئے ہے تو چاہیئے تو یہ تھا کہ کافروں کو دُنیا پوری ملتی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں ایمانداروں کی خاطر کافروں کو ایک گھر (دُنیا) بھی پورا نہ دیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتهم سقفا من فضۃ ومعارج علیها یظهرون ۵ ولبیوتهم ابوابا وسررا علیها یتکئون وزخرفا ۵ وان کل ذالك لما متاع الحیوۃ الدنیا والآخرۃ عند ربك للمتقین ۵ (سورۃ زخرف)

یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ضرور ایمانوں والے اپنے ایمانوں کو چھوڑ کر کافروں کے پیچھے چل پڑیں تو ہم کافروں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بناتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں جن پر وہ چڑھتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور پلنگ بھی چاندی کے بناتے اور سونا ہی سونا دیتے مگر یہ سب دُنیا کا سامان ہے اور آخرت ساری کی ساری متقی اور ایماندار لوگوں کے لئے ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ دُنیا کافر کافروں اور منافقوں دُشمنوں کے لئے ہے ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں اور جب ہمیں معلوم ہو چکا کہ کافروں کیلئے صرف دُنیا ہی دُنیا ہے اسی لئے دُنیا کی چہل پہل دُنیا کی دولت وثروت دُنیا کی آسائش کافروں اور منافقوں دشمنوں کے لئے ہے چنانچہ تحفہ نصائح میں ہے کہ فرعون نے چار سو سال تک انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگایا یعنی تمہارا سب سے بڑا رب میں ہوں تو اس چار سو سال میں اس کو کبھی سر درد بھی نہ ہوا ادھر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جو کہ نبیوں کے نبی اور رسولوں کے رسول ہیں جن کی خاطر سب کچھ بنا جن کی شان رفیع میں وارد ہوا لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے حبیب اگر ہم نے آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو ہم آسمان وزمین کچھ بھی نہ بناتے۔ اس حبیب یکتا کو اتنا شدید بخار ہوتا کہ دو آدمی برداشت نہ کر سکیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار ہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ نے حضور

شافع النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسم نازنین پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا
یارسول اللہ آپ کو تو شدید بخار ہے یہ سُن کر اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہاں مجھے اتنا شدید بخار ہے جتنا کہ دو مردوں کو ہوتا ہے صحابی
نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کے لئے دوگنا اجر ہے
فرمایا ہاں اسی لئے شدید بخار ہے اس سے بھی روز روشن کی طرح واضح
ہوتا ہے کہ دُنیا خُدا تعالےٰ کے دوستوں کے لئے نہیں دُنیا کافروں اور دشمنوں
کا گھر ہے تو اے میرے مسلمان بھائی پھر تو اس گھر (دنیا) کو حاصل کرنے کیلئے
کیوں اتنا بے قرار و بے چین ہے جو کہ بنایا ہی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں
کے لئے ہے کیا تو بھی خُدا تعالےٰ کے دشمنوں میں شمار ہونا چاہتا ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

واقعہ :۔ سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ پہلے زمانہ میں
ایک نبی دریا کے کنارے جا رہے تھے آگے گئے تو دیکھا کہ دو مچھیرے
مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔ ایک ایماندار تھا دوسرا کافر ایمان والے نے
اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جال پھینکا تو اس میں ایک بھی مچھلی نہ آئی دوسرے
نے شیطان کا نام لے کر جال پھینکا تو اتنی زیادہ مچھلیاں آئیں کہ جال بھر گیا
یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؛
حالانکہ نام پاک تو تیرا ہی برکتوں والا ہے یہ معاملہ الٹ کیوں ہوا۔
اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے پیارے نبی کو ان دونوں کا

انجام دکھا دو ۔ فرشتوں نے پردہ اُٹھا دیا اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے نام مُبارک پر جال پھینکا تھا اور اس میں ایک بھی مچھلی نہ آئی تھی اس کا مکان جنت میں ایسا عالیشان ہے کہ اس کی شان بیان ہی نہیں ہو سکتی اور پھر دوسرے کو دیکھا کہ دوزخ میں جل رہا ہے یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نبی نے عرض کیا یا اللہ میں اس تقسیم پر راضی ہوں "

وہ تقسیم یہی ہے کہ دُنیا کافروں کے لئے ہے اور آخرت ایمانداروں کیلئے

دُنیا اور آخرت کا موازنہ

دُنیا آخرت کے مقابلہ میں بالکل ہی حقیر ہے ذلیل ہے قلیل ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لوکانوا یعلمون (سورہ عنکبوت)۔

یعنی زندگی ہے تو صرف آخرت کی زندگی ہے کاش کہ لوگ اس بات کو جان لیں۔

حدیث پاک میں ہے جس کے راوی سیدنا مستورد بن شداد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ ایسی ہی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی

انگلی سمندر میں ڈبو کر اٹھائے پھر دیکھے کہ انگلی کے ساتھ کتنا پانی آیا ہے یعنی اس پانی کی تری کو جو انگلی کے ساتھ آئی ہے اس تری کو جیسے سمندر کے پانی کے ساتھ نسبت ہے۔ یوں ہی دُنیاوی زندگی کو آخرت کے ساتھ نسبت ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی ہمیں کچھ سوچنا چاہیئے کہ جس ناپائیدار زندگی کو حاصل کرنے کے لئے ہم اس ابدی زندگی کو داؤ پر لگائے بیٹھے ہیں۔ اس زندگی کی اُس آخرت کی زندگی کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے۔

نیز یہ دُنیا کی زندگی گدلی زندگی ناپائیدار زندگی دھوکے کی زندگی دکھوں دردوں کی زندگی بیماریوں اور پریشانیوں کی زندگی۔ خوف و ہراس کی زندگی کبھی چوروں اور ڈاکوؤں کا ڈر کہیں انکم ٹیکس والوں کا ڈر کہیں محکمہ پولیس والوں کا ڈر کہیں مقدمے بازیاں کہیں اپنوں کے ساتھ جھگڑے کہیں بیگانوں کے ساتھ۔ ذرا زیادہ کھایا جائے تو بدہضمی اور ہیضہ کا ڈر کبھی گرمی ستا رہی ہے تو کبھی سردی۔ نیز اس دُنیاوی زندگی میں چین نہیں سکون نہیں۔

اس ناپائیدار زندگی میں آج اگر جوانی ہے تو کل بڑھاپا آنے والا ہے چند دنوں کے بعد آنکھ۔ کان وغیرہ سب آہستہ آہستہ جواب دیتے چلے جائیں گے مگر وہ آخرت کی زندگی پائیدار زندگی ہے نہ ختم ہونے والی

ابدی زندگی ہے اس زندگی میں نہ پریشانی نہ دھوکہ فریب نہ ڈر نہ خوف نہ بیماری نہ بڑھاپا نہ بدہضمی وغیرہ وہاں جنتی جتنا چاہے جو چاہے کھائے خواہ دس من کھا جائے کچھ بھی نہ ہوگا نہ پیشاب نہ پاخانہ بس خوشبودار فرحت بخش ڈکار آیا سب کچھ ہضم وہاں کی ہر چیز تکوینی ہوگی یعنی بندہ جو چاہے اسی وقت موجود ہوگا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

"وفیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا خالدون"

یعنی جنت میں جو جی چاہے گا اور جس سے آنکھیں لذت حاصل کریں وہی ہوگا اور اے میرے بندو تم جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔

عبرت حاصل کرنے کا واقعہ

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روض الریاحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کی گلیوں میں جا رہے تھے کیا دیکھا کہ بادشاہ کی لونڈی سواری پر جا رہی ہے زرق برق لباس پہنے آگے پیچھے خدام نوکر چاکر جا رہے ہیں یہ دیکھ اللہ تعالیٰ کے ولی مالک بن دینار کو غیرت آئی اور اس جاریہ کو آواز دی کہ بی بی کیا تجھے تیرا مالک بیچتا ہے یہ سن کر اس جاریہ نے پوچھا

باباجی آپ نے کیا کہا آپ نے جواباً فرمایا میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے اس پر اس جاریہ نے کہا اگر میرا مالک مجھے بیچے تو کیا آپ جیسے مجھے خرید سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو تجھ سے بہتر کو بھی خرید سکتا ہوں۔ اس پر قہقہہ بلند ہوا اور اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس باباجی کو بھی سواری پر بٹھا کر لے آؤ چند گھڑیاں شغل ہی سہی۔ اور جب وہ جاریہ بادشاہ کے محل میں پہنچی تو اس نے بادشاہ سے تذکرہ کیا کہ وہ باباجی یوں کہتے ہیں یہ سنکر وہ بادشاہ ہنسا اور حکم دیا کہ باباجی کو میرے سامنے لاؤ۔ بادشاہ نے جب دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور پوچھا باباجی آپ کو کیا کام ہے؛ آپ نے فرمایا یہ لونڈی تو میرے ہاتھ بیچ دے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ اس کی قیمت دے سکیں گے؛ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا آپ اس کی کتنی قیمت لگاتے ہیں؟

آپ نے فرمایا اس لونڈی کی قیمت میرے نزدیک کھجور کی دو گٹھلیاں گل سڑی اس بات پر ایک قہقہہ بلند ہوا پھر بادشاہ نے پوچھا باباجی آپ نے یہ قیمت کس اعتبار سے لگائی ہے فرمایا یہ قیمت اس اعتبار سے لگائی ہے کہ اس لونڈی میں عیب بہت زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کونسے عیب ہیں تو آپ نے فرمایا غور سے سُن اس میں یہ عیب ہے کہ اگر یہ بالوں کو تیل نہ لگائے تو بدبو آنے لگے اور اگر یہ مسواک نہ کرے تو مُنہ سے بدبو آئے اور اگر یہ بالوں کو کنگھی نہ کرے تو جوئیں

پڑ جائیں اور بال بکھر جائیں پراگندہ ہو جائیں۔ نیز اس میں یہ عیب ہے
کہ اگر یہ کچھ سال زندہ رہے تو اس پر بڑھاپا چھا جائے پھر یہ منہ لگانے
کے قابل نہ رہے نیز اس میں یہ عیب ہے کہ اسے حیض آتا ہے یہ
پیشاب پاخانہ بھی کرتی ہے اسے پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں یہ غمگین بھی ہو جاتی
ہے نیز اس میں یہ عیب بھی ہے کہ تجھ سے تیرے لئے محبت نہیں کرتی بلکہ
اپنے لئے تجھ سے محبت کرتی ہے اور تجھ سے محبت اس لئے کرتی ہے
تو اسے کھلاتا پلاتا ہے نیز یہ عہد کی پکی نہیں اگر یہ کسی اور کے پاس
چلی جائے تو اس سے بھی یوں ہی محبت کرے یہ سنکر بادشاہ نے پوچھا باباجی
یہ بتائیے کہ کوئی ایسی بھی جاریہ ہے جس میں یہ عیب نہ ہوں فرمایا ہاں ایسی
جاریہ جو خالص کافور زعفران اور کستوری اور نور سے بنائی گئی ہے کہ وہ
ایسی ہے اگر اس کا تھوک (آب دہن) کھاری سمندر میں ڈال دیا جائے
تو سارا سمندر میٹھا ہو جائے اور اگر وہ کسی مردہ سے کلام کرے تو اس کے
کلام کو سنکر مردہ زندہ ہو جائے اور اگر اس کی کلائی (بازو) کھل جائے تو سورج
بے نور ہو جائے اور اگر وہ اندھیرے میں جھانکے تو سب نور و نور ہو جائے
اور اگر اس کا نور آفاق میں نمودار ہو تو زمین آسمان خوشبو سے مہک جائیں
وہ کستوری اور زعفران کے باغوں میں پرورش پا رہی ہے وہ یاقوت و مرجان
کی شاخوں میں بستی ہے وہ نعمتوں والے خیموں میں رہتی ہے وہ تسنیم کا
پانی پیتی ہے وہ عہد کی کچی نہیں اس کی محبت بدل نہیں سکتی اے بادشاہ

بتا کر کونسی جاریتہ خریدنے کے قابل ہے بادشاہ نے کہا وہی خریدنے کے قابل ہے جو آپ نے بتائی ہے مگر یہ بتائیے کہ وہ کہاں سے مل سکتی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے، اور وہ کب مل سکتی ہے آپ نے فرمایا وہ ہر وقت خریدی جاسکتی ہے اور اس کی قیمت یہ ہے کہ تُو رات کو اُٹھے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دو رکعت نفل پڑھے اور جب تو کھانا کھائے تو کسی بھوکے کو بھی یاد کر لیا کرے اور رلستے میں کوئی ایذا دینے والی چیز ہو تو اسے راستہ سے ہٹا دے (تاکہ حبیب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو تکلیف نہ پہنچے) اور تو دُنیا میں عیش وعشرت کو چھوڑ کر گزارہ ہی کرے اور اس دُنیا دارِ غرور سے دل برداشتہ ہو کر دار الخلود پر دل لگائے یہ سُن کر بادشاہ نے اس لونڈی سے پُوچھا کہ کیا تو باباجی کی باتیں سن رہی ہے اس نے جواباً کہا ہاں سُن رہی ہوں۔ بادشاہ نے پُوچھا کہا یہ سچ کہہ رہے ہیں یا غلط لونڈی نے کہا یہ بالکل سچ کہہ رہے ہیں اور انہوں نے خیر خواہی کی باتیں بتائی ہیں یہ سن کر بادشاہ نے کہا جا میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا اور اے میرے غلاموں تم سب کو میں نے آزاد کر دیا اور اس نے اپنا محل بمع ساز وسامان فی سبیل اللہ دے دیا اور ایک موٹا سا پردہ لٹک رہا تھا اسے کھینچا اور اس کا لباس بنا کر پہن لیا یہ دیکھ کر لونڈی نے بھی فاخرانہ لباس اتار کر سادہ لباس پہن لیا اور دونوں نے سیدنا مالک بن

دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہ سچی توبہ کی پھر آپ نے ان دونوں کو دعا دیکر وداع کر دیا دونوں تا زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ کر دارِ غرور کو چھوڑ کر دارِ خلود کے راہی ہو گئے۔

رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (روض الریاحین ص۵۵)

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں دل لگا بیٹھنا یہ مومن کا کام نہیں بلکہ کافروں کو زیبا ہے کہ وہ دنیا کے ہی ہو کر رہ جائیں کیونکہ یہ دھوکہ اور فریب کی دنیا کافروں کے لئے ہی بنائی گئی ہے ایماندار کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ والعاقبۃ للمتقین۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن دو بندے دربار الٰہی میں حاضر کئے جائیں گے ایک دنیا دار جس کے پاس ایمان کی دولت نہ ہو گی اور اس کی ساری زندگی عیش و عشرت اور ٹھاٹھ کے ساتھ گذری ہو گی۔ دوسرا وہ بندا جس کی ساری زندگی تنگدستی فقر و فاقہ کی گذری ہو گی مگر وہ ایماندار ہو گا۔ اس دنیا دار کے متعلق حکم ہو گا اے فرشتو اس کو دوزخ میں ایک ہی غوطہ دے کر لاؤ جب فرشتے اس کو لائیں گے اور اس سے پوچھا جائے گا اے بندے بتا تو نے کبھی کوئی خوشی دیکھی تو وہ چونکہ دوزخ میں غوطہ کھانے کی وجہ سے سب نعمتیں بھول چکا ہو گا وہ عرض کریگا یا اللہ میں نے کبھی کوئی خیر کوئی نعمت نہیں دیکھی پھر اس بندے کے متعلق حکم ہو گا کہ جس کے پاس ایمان کی دولت ہو گی اس کو جنت دکھا کر لاؤ جب وہ

حاضر کیا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا اے بندے بتا تو نے کبھی کوئی دکھ یا پریشانی دیکھی ہے! تو وہ کہیگا یا اللہ میں نے کبھی کوئی پریشانی کوئی دکھ دیکھا ہی نہیں تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۰۲)

یہ ہے دنیا اور آخرت کی حقیقت مگر ہم ہیں کہ دنیا میں ذراسی پریشانی آئی سخت پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ سب دنیا کی محبت کا کرشمہ ہے۔

دُنیاوی پریشانیاں کیوں ہیں؟

دُنیاوی پریشانیاں مصیبتیں یہ کیوں آتی ہیں کیا یہ اپنے آپ آجاتی ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہیں اس کا جواب ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے۔

وما اصابکم من مصیبۃ فباذن اللہ یعنی اے بندو تمہیں کوئی بھی مصیبت اور پریشانی آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے۔

سوال :۔ یہ پریشانیاں ایمان والوں کو کیوں آتی ہیں؟

جواب :۔ یہ پریشانیاں یہ تکلیفیں اور مصیبتیں بے فائدہ نہیں بلکہ ان کے ضمن میں ہزارہا فائدے اور حکمتیں ہیں چند احادیث مبارکہ اور واقعات لکھے جاتے ہیں تاکہ ہم سبق و تسلی لیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔

حدیث نمبر ۱:۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ

۔ صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے۔

سُبحان اللہ اگر ہم دُنیا کی عینک اتار کر دیکھیں تو ہمیں صاف نظر آجاتا

کہ تندیٔ بادِ سے نہ گھبرا اے عقاب ۔ یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اڑانے کیلئے۔

مگر ہم ہیں کہ ذرا آزمائش آئی کوئی پریشانی سامنے آئی تو ہم سمجھنے لگ جاتے ہیں شاید خُدا تعالیٰ ہم سے ناراض ہوگیا ہے۔ ایسی سوچ قطعاً غلط ہے

حدیث نمبر ۲:۔ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ"

صحیح بخاری و مسلم مشکواۃ المصابیح)

حضرت ابو سعید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جب کبھی کوئی پریشانی کوئی مصیبت کوئی غم کوئی فکر کوئی تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ اگر کسی مسلمان کو کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۳:۔ مامن مسلم یصیبہ اذی من مرض فما سواہ الا حط اللہ تعالیٰ بہ سیاتہ کما تحط الشجرۃ ورقھا (صحیح بخاری و مسلم

مشکواۃ المصابیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان کو کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ یوں جھاڑ دیتا ہے جیسے کہ خشک شدہ پتے درخت سے جھڑ جاتے ہیں۔

حدیث نمبر۴ :- عن جابر رضی اللہ عنہ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ام السائب فقال مالك تزفزفین قالت الحمی لابارك اللہ فیها فقال لا تسبی الحمی فانها تذهب خطایا بنی آدم کما یذهب الکیر خبث الحدید۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح)

سیدنا جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سید دوعالم حبیب مکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام سائب صحابیہ کی تیمارداری کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا اے ام سائب کیا بات ہے کہ تو کانپ رہی ہے عرض کیا حضور مجھے بخار ہے اللہ تعالیٰ بخار کو برکت نہ دے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سائب بخار کو برا مت کہو کیونکہ یہ تو انسان کے گناہ یوں جلا دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگار کو جلا دیتی ہے۔

حدیث نمبر۵ :- عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول قال اللہ سبحانہ

وتعالیٰ اذا ابتلیت عبدی بحبیتیہ ثم صبر عوضتہ منہما

الجنۃ یرید عینیہ (رواہ البخاری ۔ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں کسی کی آنکھیں لے لوں اور وہ صبر کرے تو میں اس صبر کے بدلے اُسے جنت عطا کروں گا۔

حدیث نمبر ۶ ۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا اراد اللہ بعبدہ الخیر عجل لہ العقوبۃ فی الدنیا واذا اراد اللہ بعبدہ الشر امسک عنہ بذنبہ حتی یوافیہ بہ یوم القیامۃ ۔

(رواہ الترمذی ۔ مشکوٰۃ شریف)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اسے دُنیا میں ہی دے دیتا ہے ۔ (بیماری اور پریشانی کی صُورت میں) اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے تو اس کو اس کے گناہوں کی سزا دُنیا میں نہیں دیتا بلکہ اس کو قیامت کے دن پُوری سزا ملے گی ۔

حدیث نمبر ۷ :۔ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان عظم الجزاء مع عظم البلاء وان اللہ عزوجل اذا احب قوماً ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضا ومن سخط فلہ السخط۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی بڑی آزمائش اتنی ہی بڑی جزا ملے گی اور بیشک اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اس قوم کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے پھر جو شخص ان میں سے اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی ہوتا ہے اور جو شخص قوم میں سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراض ہوا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

اس حدیث پاک کے یہ الفاظ مبارکہ قابل غور ہیں کہ جتنی بڑی آزمائش اتنی ہی بڑی جزا نصیب ہو گی اس کی مناسبت سے ایک واقعہ بھی لکھا جاتا ہے خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم عبرت کی نظروں سے پڑھیں۔

واقعہ :- ابن عبد اللہ الحرشی کا بیان ہے کہ میں ایک قبرستان گیا وہاں ایک میت سے جو کہ نیک صالح تھا ملاقات ہوئی تو میں نے

ان سے سوال کیا کہ اس قبرستان میں سب سے افضل کون ہے تو
انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے دعا کی یا اللہ مجھے اس
بتا! تو وہ قبر والا نکلا اور میرے قریب آگیا تو وہ ایک نوعمر نوجوان تھا
میں نے سوال کیا آپ سب سے افضل ہیں اس نے جواب دیا ہاں کہتے
ایسا ہی ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کس سبب سے اس مرتبہ کو پہنچے کہ سب سے
افضل ہو گئے حالانکہ آپ کی اتنی عمر نہیں تو اس نے کہا حج و عمرہ جہاد
فی سبیل اللہ کی وجہ سے اور یہ کہ مجھ پر مصیبتیں آئیں اور میں نے صبر کیا
بس اس وجہ سے میں سب سے افضل کر دیا گیا ہوں (کتاب الروح مختصراً)

پتہ چلا کہ صبر کا مقام سب سے اونچا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں
ارشاد فرمایا۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب
یعنی صبر کرنے والوں کو اجر و ثواب بے حساب دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۸۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمومن
او المومنۃ فی نفسہ ومالہ وولدہ حتی یلقی اللہ تعالٰی
وما علیہ خطیئۃ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مومن مرد اور مومن عورت پر جان مال اور اولاد میں بلائیں
اور مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ دربار الٰہی میں اس حال میں پہنچتا ہے کہ

اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حدیث نمبر ۹ ۔ عن محمد بن خالد السلمی عن ابیہ عن جدہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا سبقت

لہ من اللہ منزلۃ لم یبلغہا بعملہ ابتلاہ اللہ تعالیٰ فی جسدہ

اوفی مالہ اوفی ولدہ ثم صبرہ علیٰ ذالک حتی یبلغہ المنزلۃ

التی سبقت لہ من اللہ (رواہ احمد مشکوٰۃ شریف)

محمد بن خالد سلمی اپنے باپ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندے کے لئے ایک مقام تیار کیا جاتا ہے لیکن وہ اسے نیکی سے حاصل نہیں کر سکتا تو اسے اللہ تعالیٰ جان مال اولاد کی پریشانیوں میں ڈال دیتا ہے پھر اس بندے کو صبر کی توفیق بھی عطا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰ ۔ عن یحییٰ بن سعید قال ان رجلاً جاءہ الموت

فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجل ھنیئاً لہ

مات ولم یبتل بمرض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ویحک ما یدریک لو ان اللہ ابتلاہ بمرض فکفر عنہ

من سیئاتہ (مشکوٰۃ المصابیح)

سیدنا یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حین حیات ظاہری میں ایک شخص فوت ہوا تو کسی نے کہہ دیا اسے مبارک ہو کہ یہ فوت ہوا اور یہ کسی قسم کی بیماری میں مبتلا نہ ہوا یہ سن کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نے یہ کیوں کہا تجھے کیا معلوم کہ اگر یہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتا تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے۔

حدیث:۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرھا من العمل ابتلاہ اللہ بالحزن لیکفرھا عنہ۔ (رواہ احمد - مشکوٰۃ شریف)

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس اتنے نیک عمل نہیں ہوتے کہ وہ ان گناہوں کا کفارہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے (اور وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں)

حدیث نمبر۲۱:۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال ان الرب تبارک و تعالےٰ یقول وعزتی وجلالی لا اخرج احدا من الدنیا ارید اغفرلہ حتی استوفی کل خطیئۃ فی عنقہ بسقم فی بدنہ واقتار

فی رزقہ (مشکوٰۃ شریف)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رب تعالیٰ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں جس بندے کو بخشنا چاہتا ہوں اس کے سارے گناہ اس کو بیماری دے کر اور رزق کی تنگی دیکر دنیا سے جانے سے پہلے پہلے مٹا دیتا ہوں۔

حدیث نمبر۱۳:۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یود اھل العافیۃ یوم القیامۃ حین یعطی اھل البلاء الثواب لوان جلودھم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب مُصیبت زدہ اور پریشان حال والوں کو اجر و ثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جن کو کوئی پریشانی دُنیا میں نہ آئی تھی وہ تمنا کریں گے کاش کہ ہمارے جسم دُنیا میں قینچیوں کے ساتھ کاٹے جاتے۔

یہ تیرہ احادیث مُبارکہ تحریر کی گئی ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ دُنیا کا گھر ایمان والوں کے لئے نہیں ہے مومن کا گھر جنت ہے اور اس دُنیا میں مصیبتیں اور پریشانیاں ایمان والوں کے لئے

۔ئے درجات اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔

سوال اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اجیب دعوۃ الداعِ اذا دعان
یعنی جب بھی کوئی بندہ مجھ سے دعاء کرے میں قبول کرتا ہوں۔
مگر ہم بار بار دعاء کرتے ہیں۔ درود پاک پڑھ کر۔ صدقہ خیرات
کرکے بھی دعائیں کرتے ہیں بزرگوں سے دعائیں کراتے ہیں مگر
ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔

جواب ہم دُنیا دار یہی سمجھتے ہیں کہ جو مانگا جائے وہی ملے تو
دعاء قبول ہے ورنہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دعاء کی قبولیت کے
تین درجے ہیں ایک یہ کہ بندہ جو مانگے وہی عطا ہو (دوم) اس
دعا کی وجہ سے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں (سوم) بندے کی بھلائی
اور بہتری کے لئے اس کی دعاء جمع رہے قیامت کے دن اس کا اجر
اس کو عطا ہو جیسے کہ آپ حدیث نمبر ۱۴ میں پڑھ چکے ہیں۔

واقعہ ایک نیک متقی پرہیزگار بندے کو کوئی مشکل درپیش
ہوتی وہ پچھلی رات اُٹھا وضو کیا مصلےٰ بچھایا نوافل ادا کئے اور سر
سجدے میں رکھ کر رونا شروع کردیا اے اللہ میری مشکل حل کردے

اے ارحم الراحمین مجھے اس مصیبت سے رہائی عطا کر صبح تک رو رو کر دعا کرتا رہا حتیٰ کہ آنسوؤں سے مصلےٰ تر ہو گیا روزانہ یوں ہی زاری کرتے عرصہ گذر گیا مگر اس کا کام نہ ہوا پھر ایک دن ایک طائفہ عورت کو بھی کوئی مشکل پیش آئی وہ بھی پچھلی رات اٹھی مصلےٰ بچھایا سر سجدے میں رکھ کر دعا کی فرشتے کو حکم ہوا کہ جلدی اس کا کام کر دے فرشتے حکم عدولی تو کر سکتے ہی نہیں لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون بعد میں فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ کوئی شکوہ شکایت نہیں کوئی اعتراض نہیں صرف سمجھنے کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حکم ہوا اے فرشتے پوچھ کیا پوچھتا ہے عرض کیا یا اللہ تیرا فلاں بندہ متقی پرہیزگار تیرا فرمانبردار بندہ روزانہ روتا گڑگڑاتا ہے زاری کرتا ہے۔ اس کی معمولی سی مشکل وہ تو حل نہیں ہوتی اور یہ طائفہ پلید عورت اس نے ایک ہی دن دعا مانگی تو فوراً حکم ہوا کہ اس کا کام کر دو یہ کیوں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے فرشتے یہ بتا کہ اگر اس بندے کا کام ہو جاتے تو یہ پھر آئیگا اور سجدے میں سر رکھ کر زاری کریگا۔ فرشتے نے عرض کیا یا اللہ یہ پھر کیوں آئے گا۔ اسی لئے تو یہ روتا زاری کرتا ہے کہ اس کا کام ہو جائے کام ہو جانے کے بعد یہ زاری نہیں کرے گا۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے فرشتے اس کو لگا رہنے دے جب تک

روتا ہے مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اس کو رہنے دے اس کا حساب کتاب قیامت کے دن کریں گے" اور اے فرشتے یہ بتا کہ اگر اس پلید عورت کا آج کام نہ ہوتا تو وہ کل پھر میرے دربار آتی یا نہ ۔ عرض کیا یا اللہ کیوں نہ آتی فرمایا اس گندی عورت کو گندی دنیا دیدو تاکہ وہ دوبارہ میرے دربار نہ آئے۔

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کرنے والے اپنے بندوں کی دعا کی قبولیت میں کیوں تاخیر فرماتا ہے۔

حدیث پاک میں بھی ہے اذا احب اللہ عبدا ابتلاہ لیسمع تضرعہ (جامع صغیر)

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے تاکہ اس کا رونا سنے۔

نیز حدیث پاک میں ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ دعا مانگتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام دربار الٰہی میں عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ تیرا بندہ تجھ سے مانگ رہا ہے تو حکم ہوتا ہے اے جبرئیل ٹھہر جا ابھی اس کو نہ دو تاکہ پھر مانگے پھر مانگے کیونکہ مجھے اس کی آواز بڑی پیاری لگتی ہے اور جب کوئی بدکار دعا مانگتا ہے تو حکم ہوتا ہے اے فرشتو اس کی مراد اسکو جلدی دو تاکہ پھر نہ مانگے کیونکہ مجھے اس کی آواز اچھی نہیں لگتی

(رواہ ابن ابی شیبہ و بیہقی از احسن الوعاء)

واقعہ

حضرت یحییٰ بن قطان رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو حضرت یحییٰ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں اکثر دعا کرتا ہوں مگر تو قبول نہیں فرماتا۔ جواب ملا اے یحییٰ مجھے تیری آواز پیاری لگتی ہے اس لئے میں تیری قبولیت میں تاخیر کردیتا ہوں (احسن الوعاء)

اس ارشاد گرامی کی لذت کو وہی جانتا ہے جس کے دل میں اللہ رسول کی محبت ہو۔ ہم دنیادار لوگ جن کے رگ و ریشہ میں دُنیا کی محبت سمائی ہوئی ہے اس قول مُبارک کی چاشنی اور قدر وقیمت کو کیا جانیں۔ ہم نے تو یہی سبق پڑھا ہوا ہے کہ ہماری آواز اللہ تعالیٰ کو پیاری لگے یا نہ لگے ہمیں تو دولت کی فراوانی اور چہل پہل چاہیئے۔

سبق اموز موازنہ

دو بھائی ہوں دونوں نیک۔ نمازی تہجد گذار پابند صوم وصلاۃ ہوں ان میں سے ایک کا دُنیا میں گذارہ ہی ہے مگر دوسرا بھائی ملوں اور کارخانوں کا مالک ہے ٹھاٹھ کی زندگی گذررہی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو چونکہ دونوں نیک نمازی پرہیزگار ہیں دونوں ہی جنت

کے حقدار ہیں لیکن اس پہلے کو حکم ہوگا کہ تو جنت جا اور وہاں جاکر عیش کر دوسرے کو حکم ہوگا کر تو ابھی باہر ہی رہ تو پانچ سو سال بعد جنت جائے گا۔ بتائیے کہ کیا حال ہوگا اس کا جس کو پانچ سو سال جنت سے باہر ہی رہنا پڑے گا اور یہ بات فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

یدخل الفقراء الجنۃ قبل الاغنیاء بخمس مائۃ عام نصف یوم

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف ص۴۴۷)

یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقرا مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت جائیں گے۔

پھر اس پر غور کریں کہ ہم اپنے مستقبل کو نہیں جانتے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے؛ ہمارا رب تعالیٰ جو کہ سب کچھ جانتا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے اور جو کچھ ہمارے لئے بہتر ہے وہ اس نے ہمیں دے رکھا ہے۔

ایک کتاب میں ایک واقعہ پڑھا اس کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہم عبرت حاصل کریں۔

واقعہ :- ایک دن موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور

کی طرف جا رہے تھے راستہ میں ریگستان سے گذر رہے تھے کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا نظر آیا اس نے زور سے ندا دی۔ حضور میری عرض سنتے جائیں۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ادھر کو آگئے دیکھا کہ آگے پیچھے ریت ڈال کر پردہ کرکے بیٹھا ہوا ہے اس نے معذرت کی، حضور میرا حق تھا کہ میں آپ کی خدمت میں چل کر حاضر ہوتا مگر اٹھنے سے معذور ہوں کیونکہ میرے پاس ایک بالشت بھر کپڑا نہیں جس سے ستر کرسکوں ریت کو آگے پیچھے ڈال کر پردہ کیا ہوا ہے۔ اے اللہ کے پیارے کلیم آپ کوہ طور پر جا رہے ہیں آپ کو وہاں ہم کلامی کا شرف حاصل ہوگا تو آپ میری بھی درخواست دربار الٰہی میں پیش کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی دنیاوی نعمتوں اور دولت سے کچھ عطا کرے یہ سنکر فرمایا ہاں میں ضرور عرض کرونگا۔ جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہم کلامی سے مشرف ہوئے تو اس بندے کی درخواست بھی پیش کر دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے نبی اس بندے کے حق میں جو بہتر ہے وہ میں نے اسکو دے رکھا ہے۔ (بلکہ کوئی بندہ اپنے مستقبل کے بارے میں اتنا کچھ نہیں جانتا جتنا کہ میں جانتا ہوں)۔

موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی، پھر عرض کی تو حکم ملا کہ اے پیارے نبی تیرے کہنے پر میں اسکو دنیا کی دولت و نعمت دیتا ہوں جاؤ اسکو بتادو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور اس کو

خوشخبری سنادی۔

اے بندے اللہ تعالےٰ کے دربار تیرے متعلق درخواست منظور ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہت کچھ دے گا یہ کہہ کر آپ تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جب رزق کا دروازہ کھولا اور رزق کی فراوانی ہوئی تو دولت کی خماری میں ہر عیب کیا اس نے شرابیں پیں زنا کیے ڈاکے ڈالے قتل وغارت کیا سارے عیب وہ کرتا رہا آخرکار وہ پکڑا گیا جب اسے سولی چڑھانے لگے تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وہاں سے گزرے اس کو پہچانا اور پوچھا اے بندے کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا حضور وہی حال بہتر تھا جب ریت آگے پیچھے ڈال کر پردہ کیا ہوا تھا۔ اب دولت کے پیچھے لگ کر سارے عیب کئے اور اب دنیا سے بے دین جا رہا ہوں۔

اس واقعہ سے بھی ہمیں سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا اسی میں سعادت اور بھلائی ہے۔ ہاں حکم ہے واسئلوا اللہ من فضلہ اے بندو تم مجھ سے میرا فضل مانگتے رہو۔ مگر بے صبر نہیں ہو جانا چاہیے۔

سوال آجکل اکثر لوگ اپنے بزرگوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پریشانیوں سے بچے رہیں۔ پیر صاحب دعا کریں گے یا تعویذ دینگے

تو مصیبتیں ٹل جائیں گی۔ پریشانیاں دور ہوں گی۔ لیکن بسا اوقات معاملہ الٹ ہوجاتا ہے۔ مرید ہونے کے بعد پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں۔ فقروفاقہ دکھ درد گھیر لیتے ہیں یہ ایسے کیوں ہوتا ہے؟

جواب مندرجہ بالا احادیث مبارکہ جو پیچھے مذکور ہوئیں ان پر نظر ڈالنے سے جواب خود بخود سمجھ آجائے گا۔ پہلی حدیث پاک کو ہی پڑھیں۔ من یرد اللہ بہ خیراً یصب منہ جس بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے یہ سوچ کا فرق ہے ہم دنیادار یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ بھلائی اس کا نام ہے کہ مال ودولت کی ریل پیل ہوجائے کوئی دکھ کوئی بیماری نہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی یہ ہے کہ بندہ دنیا میں پریشان رہے نیز ایک واقعہ بھی پڑھ لیجیے جو کہ حدیث پاک کی کتابوں میں ہے۔ سیدنا مصعب بن عمیر صحابی رضی اللہ عنہ جب اسلام نہیں لائے تھے تو شاہزادوں کی طرح ٹھاٹھ کی عیش وعشرت کی زندگی گذارتے تھے اور جب وہ حبیب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ والہ وسلم کے دامن رحمت کے ساتھ وابستہ ہوئے تو ان پر فقروفاقہ نے اور آزمائشوں نے ڈیرہ ڈال دیا۔ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں انا لجلوس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فاطلع علینا

مُصعب بن عمیر ماعلیہ الا بردۃ مرقوعۃ بفرو فلما راٰہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بکی للذی کان فیہ من النعمۃ والذی ھو فیہ الآن -

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۹)

یعنی ہم رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت مصعب بن عمیر آگئے جن کے اُوپر صرف ایک چادر تھی اس کو جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے ۔ جب اس کو حبیب خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضور آب دیدہ ہوگئے ۔ کیونکہ ایک وہ وقت تھا کہ وہ صحابی ناز و نعمت میں رہتے تھے اور آج یہ حال ہے کہ صرف ایک پھٹی پرانی چادر اُوڑھے ہوئے ہیں ۔ زاں بعد ۔ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جب کہ صبح ایک جوڑا پہنے گا اور شام دوسرا جوڑا پہنے گا اور اس کے سامنے ایک پلیٹ کھانے کی رکھی جائے گی اور دوسری اُٹھائی جائے گی اور مسلمان اپنے گھروں کو یوں سجائیں گے جیسے کہ خانہ کعبہ کو سجایا جاتا ہے ۔ یہ سنکر صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللّٰہ اگر ایسا ہونے والا ہے تو ہم آج کے دن سے بہتر ہوں گے کیونکہ پھر عبادت کے لئے فراغت مل جائے گی اور محنت نہیں کرنا پڑے گی یہ سُنکر شافع یوم النشور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم آج کے دن اس وقت سے بہتر ہو ۔ ؎

؎ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۹)

اس واقعہ پر غور کرنے سے سوالات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اس کے لئے دعا کر دیتے اور اسکی حالت بدل جاتی مگر ایسا نہیں کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کریں۔

واللہ تعالیٰ الموفق ونعم الوکیل

تنبیہ

مال و دولت فی نفسہ بری چیز نہیں مال بہت اچھی چیز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو بہت اچھا معاون قرار دیا ہے۔ نیز حدیث پاک میں ہے لا باس بالغنی لمن اتقی اللہ عزوجل (مشکوٰۃ شریف)

یعنی جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو مال و دولت ملے اس میں حرج نہیں۔

نیز حدیث پاک میں ہے ان اللہ یحب التقی الغنی الخفی (رواہ مسلم عن سعد رضی اللہ عنہ۔ مشکوٰہ)

وہ مالدار جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔ سیدنا سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کان المال

فیامضی یکرہ ناما الیوم فھو بترس المومن وقال

لولا ھذہ الد نانیر لتمندل بنا ھؤلاء الملوک ۔

(مشکٰوۃ شریف)

یعنی پہلے زمانہ میں مال کو پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن اس زمانہ میں

یہ مال مومن کی ڈھال ہے نیز فرمایا اگر یہ درہم و دینار نہ ہوتے تو ہمیں

حکمران لوگ رومال کی طرح ، ہاتھوں میں مل دیتے ۔

ثابت ہوا کہ مال و دولت بُری چیز نہیں ہاں مال و دولت کے

ساتھ جو بے راہ روی آجاتی ہے ۔ انسان خواہشات کے پیچھے لگ کر

خُدا اور رسول (جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھول جاتا ہے

اپنی آخرت تباہ و برباد کر لیتا ہے یہ بُری چیز ہے اس لئے دعا کرنی چاہیئے ۔

اللہ تعالیٰ دے تو عثمانی دولت دے قارونی دولت نہ دے

اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت دے تو اس کو اللہ جل جلالہ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال جاننا چاہیئے اپنا مال نہیں سمجھ لینا

چاہیئے اور اگر اپنا مال سمجھ لیا تو پھر تباہی ہی تباہی ہے ۔ وبال ہی وبال ہے

سوال مال کو اپنا مال اپنی دولت سمجھنے میں اور اللہ رسول کا

مال سمجھنے میں کیا فرق ہے ؟

جواب یہ فرق انسان کے مال خرچ کرنے سے پتہ چلے گا۔ اگر بندہ اس مال و دولت کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرے اس کے حکم کے مطابق خرچ کرے۔ خود نہ جانتا ہو تو علمائے کرام سے پوچھ کر خرچ کرے کہ یہاں خرچ کرنے کے لئے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت ہے یا نہیں تو ثابت ہوگا کہ اس نے مال اپنا نہیں سمجھا بلکہ اللہ جل کا مال سمجھا ہے اور اگر۔ شیطانی کاموں میں بے حیائی کے پروگراموں میں خرچ کرے بیاہ شادیوں میں آتشبازیوں میں تماشوں میں خرچ کرے تو وہ مال اس نے اپنا سمجھا ہے ایسا مال سراسر وبال ہے۔

قیامت کے دن ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تزول قدما ابن آدم یوم القیامۃ حتی یسئال عن خمس عن عمرہ فیما افناہ وعن شبابہ فیما ابلاہ وعن مالہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ وماذا عمل فیما علم ۰

(رواہ الترمذی ۔ مشکوٰۃ شریف)

یعنی انسان قیامت کے دن جب دربار الٰہی میں حاضر ہوگا تو جب تک پانچ چیزوں کا حساب نہ دے لے قدم نہیں اٹھا سکیگا

۱:- عمر (زندگی) کہاں صرف کی؟
(اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں یا شیطانی دنفسانی کاموں میں)

۲:- جوانی کن کاموں میں صرف کی؟

۳:- مال کیسے کمایا؟

۴:- کہاں خرچ کیا؟

۵:- علم کے متعلق عمل کیسا کیا؟
(ہر انسان جانتا ہے کہ نیکی نیکی ہے اور بدی بدی ہے)۔
اس علم کے مطابق نیک عمل کئے یا بُرے کام کئے؟

تمثیل۔ کوئی انسان کسی مل یا بینک وغیرہ میں کیشیئر مقرر ہے وہ ملازموں کو تنخواہیں دیتا ہے ایک ملازم کہتا ہے بھائی مجھے سو یا دو سو روپے زیادہ دے تاکہ میں بھی خوشی کروں تو وہ کیشئر کہیگا کہ یہ میرا مال نہیں ہے یہ مالک کا مال ہے میں نے مالک کو حساب دینا ہے اگر حساب پورا نہ ہوا تو مجھے سزا ملے گی اور اگر وہ کیشئیر دل میں یہ سوچ لے کہ اپنی مرضی سے خرچ کئے جاؤں جب حساب ہوگا دیکھا جائے گا۔ ایسے کیشئیر کو ہر کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی کہیگا اسے عقلمند ماننے کو کوئی بھی تیار نہ ہوگا۔ یوں ہی جو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مال ہمارا مال نہیں وہ ایک ایک پیسہ سوچ سمجھ کر خرچ کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے یہ مال ہمارا نہیں ہے۔ ہم نے قیامت کے دن مالک کو حساب دینا ہے وہ

کبھی بھی یوں رسم و رواج پر بے تحاشا مال خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ پہلے سوچتے ہیں کہ یہاں اللہ رسُول کی طرف سے اجازت ہے۔ تو پھر خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ مال کو اپنا مال سمجھتے ہیں وہی لوگ مال کو شیطانی کاموں میں اپنی خواہشات کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ پرلے درجے کے بے وقُوف ہیں۔ جب ان کو مُندرجہ بالا حدیث پاک کے مطابق قیامت کے دن مالک کو حساب دینا پڑیگا تو پتہ چل جائے گا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اللہ تعالےٰ ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرے اس سے پہلے کہ موت آکر ہمیں جھنجوڑے پھر وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہ

آفتوں مُصیبتوں اور پریشانیوں سے بچاؤ

آفتوں اور پریشانیوں سے بچاؤ کا ذریعہ اللہ تعالےٰ کی یاد ہے قرآن پاک میں ہے فاذکرونی اذکرکم اے بندو تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں نیز فرمایا نسوا اللہ فنسیھم جن لوگوں نے ہمیں بھلایا ہم ان کو بھلا دیتے ہیں نیز حدیث پاک میں ہے من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ تعالےٰ کا ہو جائے اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے اور جسکا اللہ تعالےٰ ہو جائے اس کے سارے کام اللہ تعالےٰ اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ وہ قادر وقیوم ہے بے نیاز ہے جب وہ کسی کے کام اپنے ذمہ لے تو اسباب بھی پیدا کرتا جاتا ہے چند واقعات سپردِ قلم کئے جاتے ہیں پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

(۱) ایک نیک آدمی کو جمعہ کے دن چار کام بیک وقت سامنے آگئے تین دنیا کے ایک دین کا دنیا کے کام (۱) بیل جنگل میں لاپتہ ہو گیا ہے اس کو تلاش کرنا ہے تاکہ اسے شیر یا کوئی درندہ نہ کھا جائے۔

(۲) دانے چکی پر چھوڑے ہوئے ہیں اور ان کے پیسنے کی باری تھی (۳) کھیت کو پانی لگانا ہے اس کا وقت بھی وہی ہے۔ اور دین کا کام یہ کہ جمعہ کا وقت ہے اب وہ سوچنے لگا کہ چاروں کام ایک وقت میں جمع ہو گئے ہیں کیا کروں آخر کار سوچا کہ دین کا کام کروں دنیا کے کام ہوں یا نہ ہوں

لہذا وہ سارے کام چھوڑ کر جمعہ کے لئے مسجد میں چلا گیا اور جب جمعہ پڑھ کر واپس گھر آیا تو دیکھا کہ بیل بھی گھر میں موجود ہے اور آٹا بھی گھر پہنچا ہوا ہے پھر وہ باہر کھیت پر گیا تو دیکھا کہ کھیت پانی سے بھرا ہوا ہے۔ حیران ہوا کہ یہ کیسے سارے کام خود بخود ہو گئے۔ بیوی سے پوچھا کہ بیل کیسے آ گیا اس نے بتایا جب آپ جمعہ کے لئے گئے تو میں نے دروازہ بند کر دیا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی میں ڈر گئی کہ یہ کون ہے وقفے وقفے سے دروازہ کھٹکھٹاتا رہا میں نے جب دروازے کی دراڑ سے دیکھا کہ بیل سینگوں سے دروازہ کھٹکھٹاتا ہے پیچھے شیر کھڑا ہے بیل جب ڈر کر بھاگے تو شیر پھر اسے گھیر کر دروازے پر لے آئے آخر میں نے دروازہ کھولا تو بیل اندر آ گیا اور شیر پیچھے کو بھاگ گیا۔ (قلیوبی)

حقیقت میں اللہ تعالےٰ نے شیر کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ اس بیل کا مالک چونکہ میری یاد میں مشغول ہے (جمعہ پڑھ رہا ہے) لہذا اے شیر تو اس بیل کو اس گھر چھوڑ کر آ۔ پھر جب چکی والے سے دریافت کیا کہ میں تو یہاں موجود نہیں تھا میرے دانے کیسے پس گئے اس نے بتایا کہ آپ کے بعد والا جس کی بعد میں باری تھی میں نے اسے کہا تو اپنے دانے ڈال دے تاکہ پس جائیں اس نے ڈال دیئے جب دانے آدھے پس گئے تو اس نے کہا اوہ یہ میرے دانے تو نہیں تھے یہ کسی اور کے ہیں میں نے کہا اب پس جانے دو جب آپ کے دانے پس گئے تو میں نے نوکر سے کہا یہ

پہنچ گیا۔
آٹا فلاں کے گھر چھوڑ کر آؤ یوں آپ کا آٹا آپ کے گھر پہنچ گیا۔
پھر کھیت کے ہمسائے سے پوچھا میں تو یہاں موجود نہیں تھا میرا
کھیت کیسے پانی سے بھر گیا اس نے کہا میں بیٹھ گیا تو مجھے نیند آگئی۔
میں ایسا سویا کہ میری باری کا پانی بھی تیرے کھیت میں چلا گیا۔
نبی کریم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا من کان للہ
کان اللہ لہٗ جو اللہ تعالےٰ کا ہو جائے اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

دوسرا واقعہ

ایک نیک آدمی اس کا نام طارق تھا اس کی
نیکی اور توکل کی وجہ سے لوگوں نے اس کا نام طارق صادق رکھ دیا ایک دن
وہ جنگل میں جا رہا تھا سامنے ایک غیر آباد خشک اور ویران کنواں آگیا
اچانک طارق صادق اس میں گر گیا۔ اب وہ خود نکل نہیں سکتا تھا۔
تھوڑی دیر گذری کہ ایک حاجیوں کا قافلہ حج کے لئے جا رہا تھا اس کنویں
کے قریب انہوں نے پڑاؤ کیا۔ اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہاں
کچھ پکائیں کھائیں آرام کریں پھر آگے روانہ ہوں گے انہوں نے ایک ساتھی
کو لکڑیاں لانے کو کہا وہ آگے گیا تو پرانا کنواں نظر آیا اس نے ساتھیوں سے
کہا کہ آؤ اس کنویں کو بند کر دیں ایسا نہ ہو کہ کوئی راہ گیر اس میں گر جائے
یہ سن کر طارق کے دل میں آیا کہ میں شور مچا دوں۔ اور کہوں اسے گرنے
والوں کو بچانے والو پہلے گرے ہوئے کو تو نکالو پھر دل نے کہا اے طارق

تجھے لوگ صادق کہتے ہیں اب تیرا امتحان ہے دیکھتے ہیں کہ تو صادق ہے یا کاذب یعنی تیرا خدا تعالیٰ پر توکل سچا ہے یا نہیں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا قافلہ والوں نے لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر اس کنویں کا منہ بند کر دیا اور طارق صادق نے دیکھا کہ اندر بالکل اندھیرا چھا گیا ہے خاموش بیٹھا تھا کہ سامنے سے دو چراغ دو لائٹیں نظر آئیں دیکھ کر گھبرا گیا پھر وہ لائٹیں آہستہ آہستہ قریب آتی گئیں جب وہ قریب آئیں تو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑا اژدھا ہے اور یہ لائٹیں اس کی آنکھوں کی چمک ہے یہ دیکھ کر طارق صادق نے گمان کیا کہ یہ مجھے ایک لقمہ میں کھا جائیگا مگر اژدھا نے اس کے گرد لپٹنا شروع کر دیا اور اس نے اپنی دُم کا کنڈل بنا کر طارق کو جکڑ لیا پھر اس نے اُوپر چڑھنا شروع کر دیا اور چھت کے قریب جا کر اس نے زور سے سر مارا تو چھت اڑ گئی اور اژدہے نے اُوپر چڑھنا شروع کر دیا مگر اس نے دم کے کنڈل میں طارق کو جکڑے رکھا اور اس کو بھی اُوپر لے گیا اژدھا نے طارق کو باہر رکھ کر کنڈل چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہو گیا غیب سے آواز آئی اے طارق تو نے ہم پر توکل کیا تو دیکھ ہم نے تیرے دشمن کو بھیج کر تجھے مصیبت سے بچا لیا (قلیوبی) سچ ہے اے بندے تو مجھے نہ بھلا میں تجھے نہ بھلاؤں گا اور خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی یاد نماز ہے۔

سوال:۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ خدا تعالیٰ کو بھلائے بیٹھے ہیں

نہ نماز نہ روزہ مگر ان کو دُنیا کی ہر آسائش میسر ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ دن رات یادِ الٰہی میں مشغول ہیں مگر وہ آزمائشوں میں گھرے رہتے ہیں فقر و فاقہ دُکھ درد۔ بیماریاں ان کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتیں یہ کیوں؟

جواب :- جن خُداتعالےٰ کی یاد سے غافل لوگوں کو دُنیا کی فراوانی اور آسائشیں میسّر ہیں حقیقت میں ان کی باگ ڈور ڈھیلی کی گئی ہے قرآن پاک میں ہے انما نملی لھم لیزدادوا اثما ہم ان کو ڈھیل اس لئے دیتے ہیں تاکہ وہ اور زیادہ گناہ کرلیں نیز قرآن مجید میں ہے فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیٔ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون (قرآن مجید سورہ انعام) یعنی جب لوگوں نے ہماری نصیحتوں کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ وہ جب ہمارے دیئے ہوتے پر اترانے لگے تو ہم نے اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہوگئے ہے۔" اور جن خوش نصیب لوگوں کو باوجود یادِ الٰہی کے دُنیا کی آسائشیں میسر نہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے قیامت کے دن انکو وہ درجات ملیں گے کہ دوسرے لوگ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے جیسے کہ آپ احادیث مبارکہ میں پڑھ چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو دونوں جہان کی سعادتیں نصیب کرے اور ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا کرے وما ذالک علے اللہ بعزیز۔

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ

دارالعلوم امینیہ رضویہ فیصل آباد ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ مطابق 11-9-92